

روڈ ڈیل، جدی تعلق، ہمدے، پیدائش، گلے مورگن، انگلستان 1981ء، رچمن اسکول میں تعلیم، نیو فوڈ لینڈ میں جیل کی تلاش کی مہم میں شرکت اور شیل پکس کمپنی سے وابستگی، چار سال بعد کمپنی کی طرف سے دوا السام روا لگی، سال بھر بعد دوسری عالمی جنگ چھڑ جانے پر برطانیہ کی شاہی فوج میں شمولیت اور جنگ یو یو کی دست، حقیقہ نیروی میں تھپتائی۔ لیبا کے عوڈ میں جد پر دشمن کا حملہ اور شدید زخمی۔ صحت یاب ہوتے ہی دوبارہ ہوائی فوج کا رخ اور برطانوی سفارت خانے، دوا فکشن میں جب ہوائی اتاشی کا منصب، وہاں سے طلی پر مکتہ سرانغ رسی میں فقری۔ جنگ کے اختتام پر ونگ کمانڈر کی حمد سے پر سر فریازی اور سبک دو شہر یہ ہے ایک فوجی، ہوا باز، سلطنت کار، سرانغ و سال کی زندگی کا خلاصہ مگر اس کی ایک فضیلت سب پر حاوی ہے، ایک قلم کار کی عزت و مرتبت۔ دوا فکشن میں قیام کے دوران اس نے خوب کاری کی طرف توجہ کی تھی اور اس دوران اس کی بارہ کمائیاں اشاعت میں کثیر، مرتبے میں سر بلند امریکی جریڈوں میں شائع ہو چکی تھیں۔ بعد میں ان کمائیوں کا مجموعہ "تمہارے حوالے" Over To you کے نام سے صورت پذیر ہوا۔ دنیا کی بہت سی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا۔ برطانیہ واپس آ کے اس نے اپنا تخلیقی سفر تمام تر توانائی سے جدی رکھا اور ساری دنیا سے عزت سمیٹی، "تمہارے حوالے" کے بعد اس کی فکر آسودہ خیال افروز کمائیوں کی شکل میں اور مجموعے شائع ہوئے، بیگزٹن سے ایک ٹول بھی۔ لٹل ٹیلے وٹن نے اس کی حدود کمائیوں کی ذر لائی تشکیل کی۔ روڈ ڈیل نے ان کے سب سے اعلیٰ اعلیٰ کی اور اکی ہمد کتابیں تحریر کیں، قصہ مختصر، خوب نام کمایا، خوب مقام حاصل کیا۔ روڈ ڈیل کی زبرد نظر کمائی کا دیکھ کر اس کے لئے کئی میں صرف ایک دالہ کن ہی ہے۔

امریکہ سے ایک آئینہ نما اختیار
ایک دھینے و حسینے، جز سے و نکتہ پیرے عورت کے کہانے
اس نے اپنے ہنر تمام کیے تھے
ترجمہ محمد ظفر

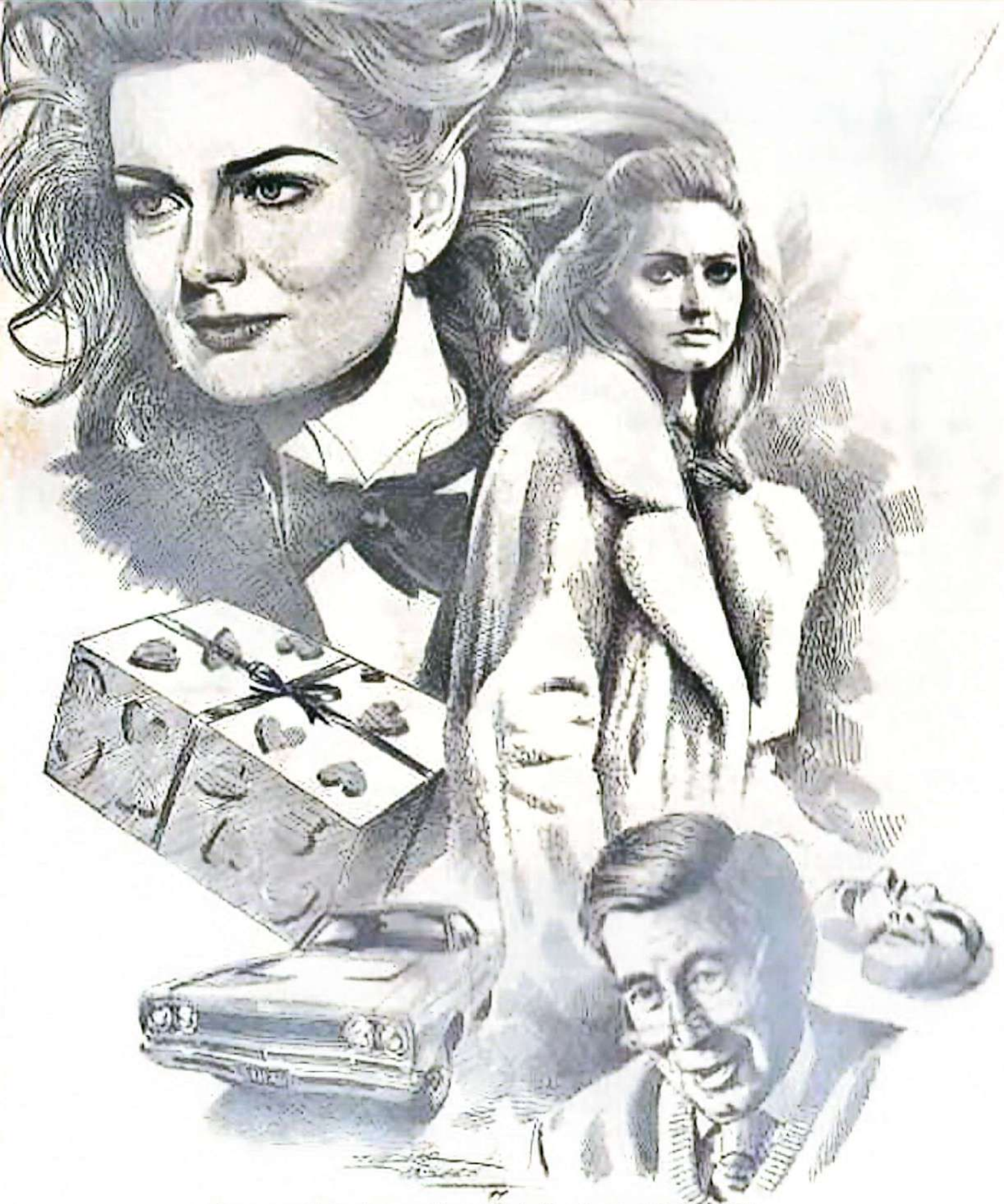
<https://www.facebook.com/groups/372605677178945/>
Zegham imran



کی ہو گئی ہے۔ جو نوجوان شادی کر رہے ہیں تو ان کی ازدواجی زندگی ایسی ہے جیسے چوہا پٹی کے ساتھ رہ رہا ہو۔ جوانوں کی ایک بڑی تعداد اپنی کم و بیش دو سابق بیویوں کو آمدنی کا ساتھ فی صد ماہانہ ادا کرنے پر مجبور ہے۔ ایسے مرد بہت کم ہیں جو دو ناکام شادیوں کے بعد تیسری شادی کا تجربہ کریں۔ وہ ہی مطلقہ بیویوں کے مطالبات پورے کرنے میں انھیں دن رات مشین کے مانند کام کرنا پڑتا ہے۔ چالیس سال کے بہت سے بچتے عمر مرد اپنے مستقبل سے خوف زدہ بھی ہیں اور بے نیاز بھی۔ یہ لوگ شام ہوتے ہی کلبوں، شراب خانوں اور جوئے خانوں کا رخ کرتے ہیں۔ یہ شوہروں کا سب سے مظلوم طبقہ ہے۔ اب ان کی زندگی کا مقصد شاید یہی ہے کہ شراب سے اپنا غم ہلکا کریں اور ایک دوسرے کو اپنی عبرت انگیز کہانی سنا لیں۔ ان کمائیوں کا پلاٹ تقریباً ایک سا ہوتا ہے۔ یعنی ایک بیوی، ایک شوہر اور ایک ڈرنی ڈاگ۔ ڈرنی ڈاگ ہے مراد رقیہ ہمارا

امریکہ میں عورتوں کے لیے دولت کمانے کے مواقع زیادہ ہیں۔ اسی فی صد دولت کی مالک خواتین ہیں۔ وہ دن و رات نہیں جب وہ صد فی صد کی مالک ہوں گی۔ طلاق حاصل کرنا یہاں ایک منافع بخش کاروبار ہے۔ خاص طور پر مناسب جسم کی خواتین نے شادی کرنا اور طلاق لینا پیشہ بنا لیا ہے۔ شوہروں کی اموات کی شرح بھی خاصی تسلی بخش ہے۔ اس کا فائدہ بھی خواتین ہی کو ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلاق یافتہ خواتین اپنے شوہروں پر مسلسل دباؤ ڈالتی رہتی ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کا شوہر دن رات گدھے کی طرح کام کرتا رہے، زیادہ سے زیادہ ذہنی دباؤ میں رہے اور جلد از جلد مرجائے، مرتے وقت اس کے ایک ہاتھ میں مینسز ڈرائیو کی بوتل ہو اور دوسرے ہاتھ میں خواب اور گولیوں کا پیکٹ۔

طلاق اور اموات میں ہول ناک اضافے نے امریکی مردوں کو پریشان کر دیا ہے۔ شادی کے رجحان میں غیر معمولی



telegram link https://t.me/+l_Fxda8LnVViOGU0

ہے اور اپنی بیوی کے اس قدر محب بنواتا ہے کہ سنے والوں کے چہرے مسخ ہو جاتے ہیں مگر اب یہ کہانیاں پرانی ہو گئیں ہیں۔ اب لوگ اس قسم کی کہانیاں سن کر مسکرا دیئے پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہ واقعات اخبارات میں کثرت سے نہیں چھپتے کیوں کہ ان میں کوئی نیا پن نہیں رہا۔ لیکن کل رات ایک

کمالی لا آٹا، بیٹہ ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ شوہر ایک نہایت شریف اور ولایت شخص تھا مگر بیوی ذلیل غلی وہ شوہر کی مصروفیات کے اوقات میں رنگ دیاں مٹاتی تھی آخر ایک دن شوہر نے اسے رنگ ہاتھوں پکڑ لیا۔ یہاں تک پہنچ کر کہانی سنائے والا اپنی تعریف میں دو چار جملے ضرور کہتا

شرابی نے مجھے ایسی روداد سنائی جو بلاشبہ کسی بہترین رسالے کی زینت بننے کے قابل ہے۔ اس کہانی کا عنوان ہے۔
”مسز بیکی اور کرغل کا کوٹ“

مسز ایڈ مسز بیکی کا قیام نیویارک کے ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں ہے۔ مسز بیکی دندان ساز ہیں۔ ان کی آمدنی معقول ہے مگر مسز بیکی کو رقم کے معاملے میں ہمیشہ شکایت رہتی ہے۔ مسز بیکی ان عورتوں میں سے ہیں جن کی خواہشات بہت زیادہ ہیں اور آمدنی کے ذرائع محدود۔ مہینے میں ایک بار مسز بیکی ریل میں بالٹی مور کا چکر ضرور لگاتی ہیں۔ وہاں ان کی ایک بوڑھی خالہ رہتی ہے۔ مسز بیکی اپنی خالہ کے گھر ایک رات قیام کرتی ہیں اور دوسرے دن شام سے پہلے نیویارک لوٹ آتی ہیں۔ رات کا کھانا وہ خود پکاتی ہیں اور مسز بیکی کے ساتھ کھاتی ہیں۔ مسز بیکی کو اپنی بیوی کے بالٹی مور جانے پر کوئی اعتراض نہیں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے اس سلسلے میں سمجھوتا کر لیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کی بیوی بالٹی مور میں رہتی ہیں۔ وہ ایک بوڑھی اور بیمار خاتون ہیں اور ان کی بیوی کے لیے بہت جذباتی ہیں۔ ان کی بیوی کو بھی اپنی بوڑھی خالہ سے بے حد محبت ہے۔ بظاہر ایسی کوئی وجہ نہیں تھی کہ مسز بیکی مہینے میں ایک بار اپنی بیوی کو بالٹی مور جانے سے روکیں۔

تم ہمیشہ اکیلے جانے پر اصرار کرتی ہو اگر پسند کرو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟“ مسز بیکی نے ابتدا میں ایک دن اپنی بیوی سے یہ کہا تھا مگر بیوی کے جواب نے انھیں لاجواب کر دیا۔ ”وہ میری خالہ ہیں تمہاری نہیں۔“ مسز بیکی نے اس کے بعد بھی ساتھ جانے کے لیے نہیں کہا۔ بیوی کی خالہ نے بھی کبھی انھیں یاد نہیں کیا اس لیے انھوں نے بھی کبھی اس کی خیر و عافیت کے متعلق جستجو نہیں کی۔ مسز بیکی ہر ماہ اطمینان سے بالٹی مور جاتی رہی۔

خالہ تو محض بہانہ تھی۔ مسز بیکی کا پابندی سے بالٹی مور جانا دراصل ایک کرغل کی محبت کی وجہ سے تھا۔ اس کرغل کے ساتھ ہماری ہیروئن کے تعلقات مسز بیکی بننے سے پہلے کے تھے۔ کرغل ایک مال دار آدمی تھا۔ بالٹی مور کے نواح

میں اُس کا ایک شان دار مکان تھا۔ اس کے ساتھ بیوی بچوں اور خاندان وغیرہ کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ زندگی بھر اس نے غیر شادی شدہ رہنے کا عہد کر رکھا تھا۔ وہ اپنے مالی شان بنگلے میں ملازمین کی فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ مسز بیکی سے مہینے میں ایک رات کی ملاقات کے بعد وہ باقی تمام وقت اپنے پالتو گھوڑوں اور لومڑی کے شکار میں منہمک رہتا۔ مسز بیکی اور کرغل کے درمیان ایک عرصے سے تعلقات تھے اور کسی گزیرہ کے بغیر جاری و ساری تھے۔ دونوں سال بھر میں محض بارہ مرتبہ ملتے تھے کم ملاقاتوں سے تشنگی کا احساس اور محبت میں اضافہ تو ممکن ہے، بیزاری کا امکان نہیں۔ پورے ایک مہینے کی جدائی کے بعد دونوں کی ملاقات انتہائی بے تابانہ ہوتی تھی۔ کرغل مقررہ وقت پر شان دار بیوک گاڑی میں اپنی محبوبہ کی آمد کا لمحہ لمحہ گن کر کانا اور رخصت کرنے کے لیے بھی اسٹیشن آتا۔ گاڑی کے تاریک شیشوں کے پیچھے سے کرغل جذباتی الفاظ کے ساتھ اسے رخصت کرتا۔ اُس نے کار سے اتر کر کبھی مسز بیکی کا انتظار کرنے کی حماقت نہیں کی تھی۔ مسز بیکی بھی کسی ایسی غلطی سے اجتناب کرتی تھی اسی لیے یہ معاملہ برسوں سے یہ خیر و خوبی چل رہا تھا۔

حسن و عشق کے اس ڈرامے میں سنسنی خیز موڑ کر مس کے موقع پر آیا۔ اپنے بہترین لباس میں بھی ہوئی مسز بیکی طے شدہ پروگرام کے مطابق بالٹی مور کے اسٹیشن پر کرغل کا راستہ تک رہی تھی۔ اس سے پہلے اُسے کبھی ایک منٹ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا مگر آج کرغل کی گاڑی پارکنگ لائٹ پر موجود نہیں تھی۔ مسز بیکی کی جبین پُر شکم ہوئی لیکن کچھ موسم کی مہمانی کچھ کرغل کے مٹانے کا انداز یاد کر کے وہ وقفے وقفے سے مسکراتی رہی۔ کرغل نے ہمیشہ اُسے محبت ہی سے نوازا تھا۔ وہ ہمیشہ اسے ایک بہترین عورت قرار دیتا اور اس کے حسن کی تعریف میں کبھی جمل سے کام نہ لیتا۔ اتنی تعریف کرنا کسی دندان ساز کے بس کی بات نہ تھی۔ کرغل کے پاس سے ہر بار وہ بے حد مسرور اور سرشار لوتی۔ انتظار کرتے کرتے مسز بیکی کے دل میں کرغل کی ناگہانی بیماری کا خیال آیا اور مختلف دوسروں میں پیدا ہوئے اس کا دل

ہاں کہ وہ کسی میں اور کرل کے ہاتھ تھی مگر اس سے
بچو کہ وہ اس کے ہاتھ میں کرل کی جگہ نمودار

کرل میں ہیں؟" مسز بیکی نے گاڑی میں اپنے محبوب
اور ارالی اور سے پوچھا۔ "وہ کچھ تیار تو نہیں ہیں؟"
"نہیں، مادام!" ارالی نے ہڈیات سے عاری مگر اب
سے لبہ رخ کچھ میں جواب دیا۔ "وہ بالکل خیمہ سے
آئے۔"

"والکن!" مسز بیکی نے سراپہ ہو کر ڈرائی ور کا نام
ایا۔ "معلوم ہوتا ہے، تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔ بتاؤ،
کرل خود کیوں نہیں آئے؟ انھیں مجھ سے زیادہ کیا ضروری
نام پڑ گیا؟" وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"مادام!" ڈرائی ور کے لہجے میں احترام تھا۔ "میں کچھ
نہیں جانتا۔ مجھے صاحب نے اتنا حکم دیا ہے کہ میں یہ
پارسل آپ کو پیش کروں اور آپ جہاں جانا چاہیں وہاں
پہنچا دوں" ڈرائی ور کے اشارے پر مسز بیکی نے اگلی
لشت پر رکھا ہوا ہنڈل دیکھا اور بے اختیار مسکرا دی۔
اس میں یقیناً میرے لیے کرسمس کا تحفہ ہے۔ مسز بیکی نے
ہنڈل اٹھا کر گود میں رکھ لیا اور کچھ دیر تک تحفے کے بارے
میں قیاس کرتی رہی اس کی ہائیک کا اندازہ لگاتی رہی۔ پھر
ڈرائی ور سے مخاطب ہوئی۔ "میرے لیے کوئی پیغام؟" کا
صاحب نے "میں کوئی ڈھالی پیغام دیتا ہوں؟"

"کی نہیں۔" ڈرائی ور بولا۔ "آپ کہاں تشریف لے
پلیں گی؟"

"کہیں نہیں۔ میں واپس نیویارک جاؤں گی۔" مسز بیکی
گاڑی سے اتر گئی۔

ریلی میں جیسے ہی مسز بیکی کو خواتین کے مخصوص کمرے
میں جانے کا موقع ملا اس نے دروازہ اندر سے بند کیا اور
کرل کا قد سنہن کو دیکھا۔ ہنڈل کے وزن اور حجم سے
اسے یقین ہو گیا تھا کہ کرل نے اسے کوئی لباس پہنا ہے۔
ہنڈل کھولنے پر خوشی کے ہامٹ اس کی آنکھیں پھیل
گئیں۔ اس کے ہاتھوں میں منک کا ایک بیش قیمت کوٹ
تھا۔ چند لمحوں کے لیے اس کی سانسیں رک گئیں۔ وہ سوچ

بھی نہیں سکتی تھی کہ کرل نے اسے اتنا قیمتی تحفہ دیا ہوگا۔
کوٹ پہن کر آئینے میں اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے اسے یقین
نہیں آ رہا تھا کہ یہ واقعی منک کا کوٹ ہے۔ کوٹ نے اس
کی شخصیت ہی بدل دی تھی۔ وہ دیر تک اس کے فریہ ہاتھ
پھیرتی رہی اور اس کے رنگ کے بارے میں سوچتی رہی۔
کوٹ کا رنگ اسے کبھی سیاد معلوم ہوا، کبھی گہرا نیلا۔ کئی
مرتبہ جائزہ لینے کے باوجود وہ رنگ کے بارے میں حتمی نتیجے
پر نہ پہنچ سکی۔ رنگ سے قطع نظر، مسز بیکی نے قیمت کے
متعلق بھی اندازہ لگانا چاہا۔ کوٹ پر قیمت کا لیبل نہیں تھا،
کار کی پشت پر محض "ولڈ لیبراڈر منک" کے الفاظ کندہ
تھے۔ یہ کوٹ کس کمپنی نے تیار کیا ہے، اس کے متعلق
مسز بیکی کچھ نہ جان سکی، لیکن کرل کا تحفہ چھ سات ہزار
ڈالر سے کم کا ہرگز نہیں تھا۔ یہ امر ایک طرف خوش آئند
تھا، دوسری طرف پریشان کن بھی۔ وہ اس قدر قیمتی کوٹ
پہن کر ریل میں تماشابین سکتی تھی۔ اتنا قیمتی کوٹ دیکھ کر
نیویارک کے اسٹیشن کا آدھا عمل اس کی خدمت کے لیے
موتوب ہو جاتا اور یہ ایک خطرناک بات ہوتی۔ اس کوٹ
میں وہ ایک دولت مند عورت نظر آ رہی تھی، ایک ایسی
دولت مند عورت جو دنیا کی ہر شے خریدنے کی استطاعت
رکھتی ہو۔ مسز بیکی نے سوچا کہ کاش میرا شوہر منک کے
کوٹ کی قیمت کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو۔ اس نے
کوٹ سے کیا اور دوبارہ اسے پیکٹ میں رکھنا چاہا۔ اچانک
اس کی نگاہ پیکٹ میں رکھے ہوئے ایک لفافے پر پڑی۔ اس
کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی۔ لفافے پر اس
کا نام تحریر تھا۔ اس نے بے تاب ہو کر لفافہ چاک کیا اور
خط ٹھل کے پڑھنے لگی۔ کرل نے لکھا تھا۔ "ڈارلنگ!
ایک بار تم نے بتایا تھا کہ تمہیں منک کے فرکی بنی ہوئی
چیزوں کے استعمال کی انتہائی خواہش ہے۔ آج میں تمہاری
یہ خواہش پوری کر رہا ہوں۔ براہ مہربانی یہ تحفہ قبول کرو، مگر
ساتھ ہی مجھے افسوس ہے کہ یہ میرا آخری تحفہ ہے۔ چند
ذاتی وجوہ سے آئندہ میں تم سے نہیں مل سکوں گا۔ الوداع۔
بیشہ خوش رہو۔"

دیر تک مسز بیکی کو یقین نہیں آیا کہ وہ واقعی کرل سے

ایک سابق اٹلاوی وزیر اعلیٰ سرجن کی تحقیق کے مطابق اٹلی کے چالیس باشندے گروہوں کی بیماری میں مبتلا تھے۔ وہ گروہ خریٹہ نے بھارت گئے۔ وہاں انھوں نے اپنے ناکارہ گروہوں کی جگہ بھارتیوں کے کارآمد گروہ خرید کر پورے ملک کی گروہوں کو تبدیل کر دیا۔ انہیں آئی۔ پانچ اٹلاوی بھارت ہی میں چلے گئے۔ انھوں نے دوسری سنگین بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ دوسری طرف بے چارے گروہ بیچنے والے سب کے سب صرف چند ماہ میں زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ گروہوں کی خرید و فروخت ایک تجارت بن گئی ہے۔ نئے گروہوں کے لکٹر ضرورت مند بھارت کا رخ کرتے ہیں۔ وہاں سودے بازی ہوتی ہے اور سفاک دلالوں کے سبب باہر سے آئے ہوئے صاحب حیثیت مریضوں کو دلی آہنی یا لکٹے میں دفن ہونا پڑتا ہے۔ یا ان کی لاش ان کے وطن روانہ کر دی جاتی ہے۔ بھارت میں گروہوں کی تجارتی پر تقریباً دس لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں۔ نصف رقم گروہ بیچنے والے کو ملتی ہے، باقی نصف ڈکٹر اور دلال میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ شدید غربت کے باعث بہت سے لوگ اپنا گروہ فروخت کر کے پرہیز ہو جاتے ہیں۔ گروہ فروشوں میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہے جن کی مرضی میں ان کے شوہروں کا حکم بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ آٹمی ایک گروہ سے بھی زندگی گزار سکتا ہے لیکن مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے بیش تر افراد زیادہ عرصے زندہ نہیں رہ پاتے۔

Zegham imran

کرٹل نے یہ بیش قیمت تحفہ مجھے خوش کرنے کے لیے نہیں بلکہ اذیت پہنچانے کے لیے دیا ہے۔ کرٹل کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میری آنٹی اتنا منہا کوٹ خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتی وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں یہ کوٹ اپنے استعمال میں نہیں لاسکوں گی۔

سوچتے سوچتے آخر اس کی مسکراہٹ بحال ہوئے گی۔ میں یہ کوٹ اپنے پاس رکھوں گی اور اسے اپنے استعمال میں لا کر دکھاؤں گی۔ وہ قدرے پرسکون ہو گئی۔ میں اپنے شوہر کو مدتوں سے بسلا رہی ہوں۔ میں ایک ہوش مند زیرک عورت ہوں اور میرا شوہر ایک خاص حد سے آگے سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس بار بھی میں اسے زیادہ سوچنے کا موقع نہیں دوں گی۔

مرزبیکسی پنسلوانیا ریلوے اسٹیشن پر اتری تو خاصی مطمئن تھی۔ باوقار انداز میں اس نے اسٹیشن عبور کیا۔ کوٹ کا بنڈل پہلو میں دبا کے ٹیکسی روکی اور ڈرائیور سے پوچھا۔ ”تم قیمتی اشیاء گروہ رکھنے والی کسی دکان کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟ براہ کرم مجھے وہاں لے چلو۔“

”جیسے ایونو پر اس قسم کی دکانیں ہیں۔“ ڈرائیور نے مرزبیکسی کو ٹیکسی میں بیٹھنے کے لیے کہا۔

”جو پہلی دکان نظر آئے“ اس پر گاڑی روک لینا۔“ مرزبیکسی نے آنکھیں موند لیں۔

ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئی ہے۔ کرٹل اسے اتنا بڑا صدمہ بھی پہنچا سکتا ہے، مرزبیکسی نے کبھی یہ تصور نہیں کیا تھا۔ خط نے اسے جسجور کے رکھ دیا۔ چند لمحوں کے لیے منک کے کوٹ کی خوشی کا نور ہو گئی مگر پھر یہ سوچ کے وہ اس صدمے سے سنبھل گئی کہ اس نے کرٹل کی دوستی میں کھویا کچھ نہیں پایا ہی پایا ہے۔ اس نے خود کو سمجھایا، میں نے واقعی کچھ نہیں کھویا، میں جمل سے ملی تھی، وہیں کھڑی ہوں۔ وہ ایک تعلق کے ساتھ خط پڑے پڑے کرنا چاہتی تھی مگر خط کی پشت پر لکھے ہوئے ایک جملے نے اس کا ہاتھ ساکت کر دیا۔ کرٹل نے اسے مشورہ دیا تھا کہ اپنے شوہر سے اس کوٹ کے بارے میں کہہ دینا کہ یہ تمہاری آنٹی نے کرسمس کا تحفہ دیا ہے۔ کرٹل پاگل ہو گیا ہے، مرزبیکسی خط پھاڑتے ہوئے بڑبڑا اٹھی۔ کیا اسے یہ معلوم نہیں کہ آنٹی اس قدر منہا کوٹ نہیں خرید سکتیں۔ لیکن اگر آنٹی نے مجھے یہ کوٹ نہیں تو پھر کس نے دیا ہے؟ یہ سوال مرزبیکسی کے سارے وجود پر مسلط ہو گیا۔ اس کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ یقیناً ٹیکسی جیسا سیدھا سادہ شوہر کوٹ کے متعلق چند ایک سوالات ضرور کرے گا۔ یہ واقعی اس کے لیے ایک اہم معاملہ ہو گا کہ اس کی بیوی تو اپنی بیمار خالہ کی عیادت کے لیے گئی تھی، واپسی میں وہ چھ سات ہزار الٹا کوٹ کس سے لے آئی؟ مرزبیکسی کو غصہ آنے لگا کہ

کچھ دیر بعد گاڑی ایک دکان پر رُک گئی۔ "تمہیں زحمت ہوگی۔ میں بس گئی اور واپس آئی۔" مسز بیکی ٹیکسی سے اتر کے سیدھی دکان میں داخل ہو گئی۔

"فرمائیے۔" دکان کے مالک نے مسز بیکی کا استقبال کیا۔ "میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

مسز بیکی سرسری نظر سے شوکیں میں رکھی ہوئی قیمتی اشیاء دیکھتی رہی۔ دکان میں زیادہ تر گھڑیاں، سونے کے سگریٹ لائٹس، ٹیک بس، انگوٹھیاں اور اسی قسم کی چھوٹی چھوٹی مگر قیمتی چیزیں رکھی تھیں۔ مسز بیکی جھل سے انداز میں سکرانے کے دکان دار سے مخاطب ہوئی۔ "میں محسوس کر رہی ہوں کہ آپ میری بات سن کر مذاق اُڑائیں گے مگر مشکل یہ ہے کہ میں ایک الجھن میں ہوں۔ میری چیک بک گم ہو رہی ہے۔ ویسے بھی آج سنیچر ہے، بینک اب پیر کو کھلیں گے۔ میں یہاں تعطیلات منانے آئی ہوں۔ مجھے کچھ رقم کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ میرے پاس اس وقت منک کے اس قیمتی کوٹ کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ میرا کوٹ گروئی رکھ کے مجھے کچھ رقم دے دیجیے۔ میں بہت جلد آپ کو رقم ادا کروں گی۔" مسز بیکی جواب کا انتظار کرنے لگی لیکن دکان دار کو ناگوار انداز میں گھورتا محسوس کر کے اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اس نے فوراً بٹل کھولا اور منک کا کوٹ دکان دار کے سامنے کر دیا۔ "میں یہ گروئی رکھنا چاہتی ہوں۔"

"اور۔" دکان دار کی آنکھیں حرص سے چمکنے لگیں۔ وہ کوٹ الٹ پلٹ کے اس کی مالیت کا اندازہ کرنے لگا پھر بولا۔ "معاف کیجیے گا۔ میں صرف گھڑیاں اور سونے کی چھوٹی موٹی چیزیں گروئی رکھتا ہوں۔"

"اگر میرے پاس سونے کی کوئی چیز ہوتی تو میں پہلے وہی پیش کرتی۔" مسز بیکی نے کہا۔ "آپ یہ کوٹ گروئی رکھ کے کچھ رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟"

"یہ کوٹ بالکل نیا ہے۔" دکان دار فدا معنی انداز میں سکرانے لگا۔ "فرہی عہد ہے مگر مجھے اس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔"

"اس وقت مجھے صرف پیاس ڈالروں کی ضرورت ہے۔"

آپ صرف پیاس ڈالروں دے سکتے ہیں یا نہیں؟"

"ہاں آں۔" دکان دار نے تذبذب سے اقرار کیا۔ "میں پیاس ڈالروں دے دیتا ہوں۔" اس نے اپنی میز کی دراز سے ایک فارم نکالا اور قلم سنبھالا ہوا مسز بیکی کی طرف دینے لگا۔ "نام کیا لکھوں؟"

"نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" مسز بیکی نے کہا۔ "مجھے کچھ جلدی ہے، باہر ٹیکسی کھڑی ہے، ویسے بھی میں یہ رقم پیر کو ادا کر کے اپنا کوٹ لے جاؤں گی۔"

"پتہ تو لکھو دیجیے۔ یہ ضروری ہے ورنہ تو کوئی بھی شخص نوکن دکان کے آپ کی چیز لے جاسکتا ہے۔ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ہم نوکن کے دو حصوں میں سے ایک اپنے گاہک کو دے دیتے ہیں اور دوسرا حصہ گروئی رکھی جانے والی چیز کے ساتھ منسلک کر دیتے ہیں۔ ایک رسید بھی دی جاتی ہے تاکہ کسی گزبوا کا امکان نہ رہے۔ اگر آپ نام پتہ نہیں لکھو آئیں گی تو یہ چیز اس شخص کے حوالے کر دی جائے گی جو ہمارا نوکن لے کر آئے گا۔"

"فکر نہ کیجیے۔" مسز بیکی نے بے پروائی سے کہا۔ "میں نوکن سنبھال کر رکھوں گی۔"

"ایک بات اور ذہن نشین کر لیجیے۔" دکان دار نے پیاس ڈالروں اور نوکن مسز بیکی کو دیتے ہوئے تنبیہ کی کہ "اگر یہ نوکن کھو گیا تو آپ اپنی چیز کی ملکیت کا دعوا نہیں کر سکیں گی۔"

"ٹھیک ہے جناب!"

"اگر آپ کہیں تو میں نوکن پر رہن شدہ چیز کی نوعیت درج کروں؟" یہ آپ کے حق میں اچھا ہوگا۔ ممکن ہے آپ کو نوکن فروخت کرنے کی ضرورت پڑ جائے۔ نوکن پر گروئی رکھی جانے والی چیز کی وضاحت ہوگی تو آپ کو مناسب قیمت مل جائے گی۔"

"اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔" مسز بیکی نے کہا۔ "آپ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہے کہ میں چیک بک گم ہوئی آئی ہوں اور محض اتفاق سے مجھے رقم کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ میں یہ بیش قیمت کوٹ فروخت ہرگز نہیں کروں گی۔"

”جیسی آپ کی مرضی۔“ دکان دار نے فارم میز کی دروازہ میں رکھ لیا۔

مسز بیکی نے چلتے چلتے دکان دار کو ممنونیت سے دیکھا۔ ”میں نے کچھ ذاتی وجود سے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھوایا۔ اس نوکن پر بھی گروی رکھی جانے والی چیز کی تفصیل نہیں ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب میں اپنا کوٹ لینے آؤں تو آپ مجھے اس کوٹ کی جگہ کوئی دوسرا کوٹ پکڑا دیں۔ میں دھوکا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتی۔“

”اسی لیے تو میں عرض کر رہا تھا کہ نوکن پر کوٹ کی تفصیل لکھوا لیجیے“ دکان دار کے تہہ قدرے ہلکے گئے۔

”اے میں لکھ دوں۔“

”نہیں۔“ مسز بیکی نے نفی میں گردن ہلائی۔ ”مجھے آپ پر اعتبار کرنا ہی پڑے گا۔“

”دکان سے نکل کر وہ کل تک کا وقت گزارنے کے لیے درمیانے درجے کے ایک ہوٹل میں مقیم ہو گئی اور بیش تر وقت آرام کرتی رہی۔

دوسرے روز مسز بیکی نے گھر میں داخل ہوتے ہی شوہر کو ایک طویل بوسہ دیا پھر کہا۔ ”اس پر مرتبہ بالٹی مور میں“ میں نے تمہاری بست کی محسوس کی۔ تمہیں بست یاد کیا۔“

”تم آج بارہ منٹ تاخیر سے گھر پہنچی ہو۔“ مسٹر کارل بیکی نے بیوی کو دیواری گھڑی کی جانب متوجہ کیا۔

مسز بیکی نے السوس اور معذرت کا اظہار کیا اور کہا۔ ”آج ریل میں بست بھڑتھی۔ بیکی ملنے میں کچھ دیر ہو گئی“

آٹ نے تمہارے لیے نیک تمنائیں بھیجی ہیں۔ اور ہاں پلیز مجھے اپنے ہاتھ سے ایک جام بنا کر دو۔ بست تھک گئی ہوں۔“

مسز بیکی ایک فرماں بردار شوہر کی طرح بیوی کے لیے شراب کا گلاس تیار کرنے لگے۔ مسز بیکی کن آنکھوں سے شوہر کو دیکھتی رہی پھر بے اختیار اس کا ذہن اپنے شوہر کا کرل کے ساتھ موازنہ کرنے لگا۔ کرل کے مقابلے میں کارل بیکی کم زور اور ڈبلا شخص تھا۔ کرل کسی گھوڑے کے مانند طاقت ور تھا۔ اس کے پورے جسم پر پچھ کی طرح

بال تھے۔ کرل کے انداز میں جارحیت تھی اور بیکی کے انداز میں بے چارگی۔ مسز بیکی ایک آہ بھر کر رہ گئی۔ اسے کرل سے محروم ہونے کا دکھ تھا۔ کرل اپنے کپڑوں کا کس قدر خیال رکھتا تھا اور ایک یہ شخص ہے، ایک ہی لباس مسلسل استعمال کرتا ہے۔

”جام حاضر ہے جناب!“ مسز بیکی کی آواز ابھری

مسز بیکی مسکرا دی۔ بیکی اتنا برا بھی نہیں۔ مسز بیکی نے فور سے اپنے شوہر کا جائزہ لیا۔ اُسے خیال آیا۔ بیکی کے کلینک میں زیادہ تر مریض خواتین آتی ہیں کیوں نہ آئیں، میرا شوہر ایک سیدھا سادہ، شریف اور بے ضرر آدمی ہے۔ کارل بیکی میں کرل کی نسبت بس مردانہ وجاہت کی کمی ہے۔ مسز بیکی مارٹنی کی چسکیاں لیتے ہوئے بولی۔ ”کل رات تم کیا کرتے رہے کارل؟“

”کل کلینک پر خاصا رش تھا۔“ بیکی نے جواب دیا۔

”میں مریضوں میں دیر تک مصروف رہا پھر حساب کتاب کرتا رہا۔“

”تم حساب کتاب کا کام اپنی سیکریٹری سے کیوں نہیں لیتے؟ اُسے آخر تم نے کس لیے ملازم رکھا ہے۔“

”رکھا تو اسی کام کے لیے ہے۔“ مسز بیکی نے سادگی سے کہا۔ ”مگر حساب کتاب خود بھی دیکھنا ضروری ہوتا ہے۔“

”تم نے مارٹنی کا گلاس بست عمدہ بنایا ہے۔“ مسز بیکی نے گفتگو کا رخ بدل دیا۔ ”میں اس وقت ایسی ہی کسی چیز کی ضرورت محسوس کر رہی تھی۔“ باتیں کرتے کرتے مسز بیکی نے اچانک اپنے وینڈیگ سے رومال نکالنے کے بہانے کوٹ گروی رکھنے کا نوکن گرا دیا اور سرسری سے انداز میں بولی۔ ”ذرا دیکھنا کارل! یہ کیا چیز ہے۔ یہ بیکی کی نشست سے ملا تھا۔ میں نے لائری کا ٹکٹ سمجھ کر اٹھا لیا۔“

”یہ لائری کا ٹکٹ نہیں ہے۔“ مسز بیکی دیر تک نوکن دیکھتے رہے۔ ”کیا واقعی یہ تمہیں بیکی میں ملا ہے؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ یہ کس چیز کا نوکن ہے؟“

”نہیں۔“ مسز بیکی نے کہا۔ ”مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کس چیز کا نوکن ہے۔“

ناز پاکستان حکیم محمد سعید کے بڑے بھائی حکیم عبدالحمید صاحب
ہندوستان میں ہم درد و افسانے کے سربراہ ہیں۔ دہلی میں ہم درد
کا وسیع ترین کاروبار لواحق علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ہم درد
نگر ہے، ہم درد یونیورسٹی تعلق آباد میں ہے۔ انسٹی ٹیوٹ
آف میسٹری آف میڈیسن ہے۔ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف
اسلامک اسٹڈیز ہے۔ غرض کئی عظیم الشان ادارے اُن کی
نگرانی میں اور اُن کے وسائل سے چل رہے ہیں۔ غالب کا
مقبرہ حکیم صاحب نے تعمیر کرایا۔ غالب اکیڈمی قائم کی اور ہم درد
کی لائبریری دیکھنے تو دور دور سے لوگ آتے ہیں حکیم صاحب
کی عمر اسی برس سے زائد ہے۔ وہ ہم درد نگر کے جس کمرے میں
بیٹھ کر کام کرتے ہیں، اُس میں ایک چھوٹی سی میز اور ایک
کرسی ہے کمرے میں نہ دروازہ ہے نہ قالین ہے۔ ایر کنڈیشنر
بھی نہیں ہے۔ سرلوں کے لیے ہیر بھی نہیں ہے۔ صبح کا ساوا
ناشتہ اور رات کا کھانا حکیم صاحب کی غذا ہے۔ وہ اب
بھی اپنے کپڑے خود دھو لیتے ہیں، اپنے جوتوں پر انھوں نے
کبھی کسی سے پالش نہیں کر دانی۔ جو کھانے کو مل جاتا ہے کھا
لیتے ہیں۔ ایک بار ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا۔
”کبھی کبھی کچھ طبی فرمائش سے پکوانا ہوں“ انھوں نے سنے
کپڑے سلوانا ترک کر دیا ہے۔ وہ ہمیشہ زمین پر سوتے ہیں اور اُن
کا لیٹر ہے، گرمی میں چٹائی، سردی میں ہلکی تو شک۔

استادِ علامہ حضرت تالیفِ تحفہ مسعودیؒ

ادب ہے میں ہے اس لیے وہ چیز بھی ہماری ہے۔ میں کل
وہ چیز حاصل کرنے کے لیے جاؤں گا۔
”مگر یہ تو کن میرا ہے۔“ مسز بیکی نے بڑے ناز سے
احتجاج کیا۔ ”دیکھو کارل! یہ تو کن مجھے ملا ہے۔“
”میں نے کب کہا یہ میرا ہے۔“ مسز بیکی نے ہلکی سی
ناراضی کا اظہار کیا۔ ”اس تو کن کے بدلے میں جو کچھ بھی
ملے گا میں تمھی ٹولا کر دوں گا۔“
”کاش وہ کوئی گھڑی ہو یا سونے کی انگوٹھی وغیرہ ہو۔“
مسز بیکی دونوں ہاتھ ملے ہوئے کہنے لگی۔ ”خدا کرے اس
تو کن کے بدلے کوئی زنانہ چیز ہاتھ ملے۔ خاص طور پر کوئی
سونے کی چیز۔“

”میری خواہش ہے کہ کوئی خزانہ ہاتھ ملے۔“ مسز بیکی

”یہ قیمتی اشیاء گروہ رکھ کر قرض دینے والی کسی کہنی کا
لوکن ہے۔“ مسز بیکی نے انکشاف کیا۔
”میں سمجھی نہیں۔“ مسز بیکی نے بے خبری ظاہر کی۔
”لوکن پر کہنی کا پتہ درج ہے مگر حیرت ہے، گروہ رکھی
ہالے والی چیز کا کوئی ذکر نہیں۔“
”لو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟“ مسز بیکی
نے اٹھتی سے کہا۔

”ہاں تو پریشان ہونے ہی کی ہے۔“ مسز کارل بیکی نے
دل دہلے جوش سے کہا۔ ”پریشانی کے علاوہ خوشی کی بات
میں ہے۔“ مسز بیکی نے قیمتی سامان گروہ رکھ کر قرض
دینے والی کہنیوں کے بارے میں تفصیل سے اپنی بیوی کو
آگاہ کیا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ اس لوکن سے ہمیں کوئی بیش
قیمت چیز حاصل ہو سکتی ہے؟“ مسز بیکی نے حیرت سے کہا۔
”کیا تم کسی ٹوٹ گئی سے دوچار ہو گئے ہو؟“
”مجھے کی کوشش کرو۔“ مسز بیکی بولے۔ ”لوکن پر
میں ہمارا ڈاکر کی رقم درج ہے۔ ظاہر ہے اصل چیز کم و
بیش ہمارا کمالیت کی ضرور ہوگی۔“
”تو دو سو ڈاکر کی؟“

”دو ہزار ڈاکر کی بھی ہو سکتی ہے۔ میں اس قسم کا کاروبار
کرنے والوں کے بارے میں انکی مل جانتا ہوں۔“
لوگ ایک ہزار کی چیز پر ایک سو ڈاکر مل سکتے ہیں سو
قرے کرتے ہیں۔“

”مسز بیکی بالکل اُن جان بن گئیں۔ یہ میری معلومات
میں ایک اضافہ ہے۔“

”میری جان!“ مسز بیکی چنگے۔ ”تم ایک سادہ شعار
خاؤں ہو۔ لوگ کے بہت سے معاملات اور پیچیدگیوں کے
بارے میں تم کچھ نہیں جانتیں۔ بعض عزت دار لوگ اپنی
قیمتی اشیاء گروہ رکھتے ہوئے شرم سے ہامٹ اپنا نام پتہ نہیں
لکھواتے۔ یہ بھی کوئی ایسا ہی معاملہ معلوم ہوتا ہے۔“

”لا کیا ہم ہمارا ڈاکر ڈاکر کے وہ قیمتی چیز حاصل کر سکتے
ہیں؟“

”ہاں۔“ مسز بیکی مسکراتے ہوئے۔ ”اب یہ تو کن

اپنی بیوی سے بھی بڑا خواب دیکھنے لگے۔ "ممکن ہے اس نوکن پر کوئی بہت قدیم اور نایاب چیز گروی رکھی گئی ہو جیسے اہرام مصر سے برآمد کیا ہوا کوئی مجسمہ، کوئی نادر تصویر وغیرہ۔"

"کیا یہ بھی ممکن ہے کارل؟" مسز بیکی کی آنکھیں پھیل گئیں۔ "پھر تو یہ نوکن مجھے دے دو، میں کل خود وہاں جاؤں گی۔"

"نادانی کی باتیں نہ کرو۔" مسز بیکی نے بیوی کو جھڑک دیا۔ "تم بس یہ دعا کرو کہ کوئی خزانہ ہمیں مل جائے جس سے کوئی دائمی فائدہ حاصل ہو۔ بہر حال جو کچھ بھی ہوگا، کل تمہارے سامنے آجائے گا۔ یہ کہنی میرے کلیک کے راستے میں ہے۔"

"تم یہ کام مجھے کیوں نہیں کرنے دیتے۔" مسز بیکی نے اصرار کیا۔

"اس لیے کہ تم گروی لین دین کرنے والوں کو دھوکا نہیں دے سکتیں۔" مسز بیکی نے بیوی کو لاجواب کر دیا۔ "تمہاری ذرا سی فطرت سے سارا کھیل بگڑ بھی سکتا ہے۔" "میں اتنی بے وقوف بھی نہیں ہوں۔" مسز بیکی نے احماد سے کہا۔ "میں شرط لگا سکتی ہوں کہ انتہائی کام یاب نوٹوں کی۔"

"تمہارے پاس پچاس ڈالر ہیں؟" مسز بیکی نے استفسار کیا۔ مسز بیکی سوچ میں پڑ گئی، مسز بیکی نے تقررہ لگایا۔ "اسی لیے کہ رہا ہوں کہ نوکن میرے پاس رہنے دو۔ میں پچاس ڈالر بھی خرچ کروں گا اور وہ چیز بھی حاصل کر لوں گا۔"

"مسز بیکی نے جذباتی ہو کر کہا۔ "مگر وعدہ کرو کہ وہ جو چیز بھی ہوگی، میری ہوگی۔"

"یہ بات تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ کوئی زنانہ چیز ہی ہوگی، یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ سونے کے کف بنگ ہوں، سگرٹ لائٹر ہو یا مردانہ گھڑی ہو۔ کیا اس صورت میں بھی تم اصرار کرو گی کہ میں۔"

"نہیں" مسز بیکی نے فوراً کہا۔ "اگر کوئی مردانہ چیز ٹھلی تو وہ تمہاری۔ میری طرف سے کرسمس کا تحفہ سمجھ لینا"

اسے۔"

"ہاں اب تم نے مناسب بات کی۔" مسز بیکی خوش ہو کر بولے۔ "خیر میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر زنانہ استعمال کی کوئی چیز ہوئی تو تمہاری۔" چند لمحے خاموش رہ کر مسز بیکی نے کہا۔ "تم ایسا کیوں نہیں کرتیں کہ کل میرے ساتھ ہی چلو۔" مسز بیکی کا سراسر اقرار میں ہلا مگر وہ فوراً "سنجھل گئی۔ شوہر کے ساتھ جانے میں بھید کھلنے کا خطرہ تھا۔ "نہیں۔" میرے لیے اس میں زیادہ تجسس ہو گا کہ میں یہیں رہوں اور دعا کرتی رہوں کہ پٹارے میں سے کوئی قیمتی چیز برآمد ہو۔"

مسز بیکی کچھ سوچتے ہوئے بولے۔ "یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ چیز میرے سے ہمارے کام ہی کی نہ ہو۔ ایسی صورت میں میں وہ چیز لینے سے انکار کر دوں گا۔"

"ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ خواہ کوئی چیز ہو، وہ پانچ سو ڈالر سے کم کی نہیں ہوگی" مسز بیکی کا دل دھڑک اٹھا۔

"ہاں اس کا تو مجھے یقین ہے۔"

"اور کارل! تم نے مجھے احتجاج میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب مجھ سے کل تک انتظار کیسے ہو گا۔"

۴۱ بھر کی صبح مسز بیکی کی حالت قابل دید تھی۔ وہ دروازے تک مسز بیکی کو رخصت کرنے آئی۔ "تم نے نوکن سنبھال کر رکھ لیا نا؟"

"ہاں۔" مسز بیکی نے اطمینان دلایا۔ "میں کلیک جانے سے پہلے یہ کام کر لوں گا۔"

"اور شام چھ بجے سے پہلے گھر لوٹ آؤ گے؟" مسز بیکی نے وعدہ لیا۔ "میں اس سے زیادہ انتظار نہیں کر سکوں گی۔"

"ہاں جان! کس طرح یقین دلاؤں۔" مسز بیکی مسکرا دیے۔

"اچھا ایک کام کرنا۔ جیسے ہی وہ چیز حاصل ہو، مجھے ٹیلی فون کر دینا۔" مسز بیکی مسلسل جذباتی ہو رہی تھی۔ "کاش وہ میرے استعمال کی کوئی بہت ہی قیمتی چیز ہو۔"

"ٹھیک ہے۔" مسز بیکی نے ہامی بھری۔ "میں کلیک سے فون کر دوں گا۔"

"تم بہت اچھے ہو کارل!" مسز بیکی نے اٹھلا کے کہا۔
 "ٹھیک آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو مسز بیکی
 نے فوراً چوڑھا اٹھالیا۔ دوسری طرف مسز بیکی ہی تھے۔
 "ہنی! میں نے وہ چیز حاصل کر لی ہے۔"
 "اوہ کارل!" مسز بیکی نے بے قراری سے سوال کیا۔
 "کیا چیز ہے وہ؟ جلدی سے بتاؤ وہ کیا چیز ہے؟"
 "کچھ صبر کر لو ڈارلنگ!" مسز بیکی نے قہقہہ لگایا "وہ بیوی
 کی بے صبری سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔"
 "تم وہ چیز دیکھو گی تو خوشی سے پاگل ہو جاؤ گی۔ تم خوش
 قسمت ہو۔ وہ تمہارے ہی استعمال کی چیز ہے۔"
 "شکر ہے۔" مسز بیکی نے ایک طویل سانس لی۔
 "کارل! وہ کیا چیز ہے؟ بتاؤ؟"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا ڈارلنگ" مسز بیکی نے
 جواب دیا۔ "تمہیں بھی یقین نہیں آئے گا" محض پچاس
 ڈالر کے عوض کوئی پاگل عورت کتنی قیمتی چیز گروی رکھ گئی
 تھی۔"
 "آخر وہ ہے کیا؟ فوراً" بتاؤ۔" مسز بیکی نے احتجاج کیا۔
 "میں مزید انتظار نہیں کر سکتی۔"
 "شام تک تو ضرور انتظار کرنا ہوگا تمہیں۔" مسز بیکی
 نے کہا۔ "شام تک قیاس آرائیاں کرتی رہو۔ تمہیں بہت
 لطف آئے گا۔"

"اچھا۔" مسز بیکی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ "میں
 ابھی اندازے لگاتی ہوں۔ اگر میں صحیح چیز بوتھ لوں تو تم ہاں
 کہہ دینا۔ ٹھیک؟"

"ٹھیک۔" مسز بیکی نے ہنکار بھری۔ "ابو بھو؟"
 سنبھل کر مسز بیکی نے خود کو سمجھلایا۔ اس وقت بہت
 احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ سارا کھیل بگڑ جائے گا پھر وہ
 شوہر سے مخاطب ہوئی۔ "نیک لیس؟"
 "نہیں۔ نیک لیس نہیں ہے۔"
 "بیرے کی انگوٹھی؟"

"یہ بھی غلط۔" مسز بیکی نے قہقہہ لگایا۔ "اچھا چلو" میں
 تمہیں ایک اشارہ دیتا ہوں۔ اس کا شمار پہنے اور نہنے کی
 چیزوں میں ہوتا ہے۔"

"اوہ۔" مسز بیکی نے کہا۔ "وہ کوئی زنانہ ہیٹ تو نہیں
 ہے؟"
 "نہیں۔" مسز بیکی بولے۔ "ہیٹ ہرگز نہیں ہے۔"
 "خدا کے لیے کارل!" مسز بیکی روہانسی ہو گئی۔ "تم
 کیوں نہیں دیتے۔"

"ابھی بتانے میں مزا نہیں آئے گا۔" مسز بیکی۔
 جواب دیا۔ "شام تک انتظار کرو۔ شام کو وہ چیز تمہاری
 خدمت میں پیش کر دی جائے گی۔"
 "میں شام کا انتظار نہیں کر سکتی۔ لہذا میں ابھی خود
 تمہارے پاس آ رہی ہوں۔"
 "میں تمہیں آنے کا مشورہ نہیں دوں گا۔"
 "کیوں؟" مسز بیکی چلائی۔ "میرے آنے میں کیا قیامت
 ہے؟"

"میں اس وقت بے حد معروف ہوں۔" مسز بیکی نے
 جواب دیا۔ مریض بہت سے جمع ہو گئے ہیں۔ میں پہلے ہی
 انہیں آدھے گھنٹے انتظار کرا چکا ہوں۔"
 مسز بیکی چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئی پھر قدرے
 تردد سے بولی۔ "اچھا" میں لُنج کے وقفے میں آ رہی ہوں۔
 تمہارے لیے سینڈویچز بھی لیتی آؤں گی۔"

✱ مسز بیکی ٹھیک ایک بج کر تیس منٹ پر اپنے شوہر کے
 کھینک پہنچ گئی۔ "کارل! تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ میری کیا
 کیفیت ہے۔"

"مجھے اندازہ ہے ہنی!" مسز بیکی بیوی کو ساتھ لے کر
 سرجری کے کمرے میں آ گئے۔ اُن کی ماتحت نرس آپریشن
 کی میز سے اوزار اٹھانے میں مصروف تھی۔
 "مس فرگوسن!" مسز بیکی نے نرس کو مخاطب کیا۔
 "باقی کام بعد میں کر لینا اب تم لُنج کے لیے جا سکتی ہو۔"
 "لیس ڈاکٹر۔" مس فرگوسن فوراً سرجری روم سے چلی
 گئی۔

"مسز بیکی موج میں تھے انہوں نے اپنی بیوی سے
 آنکھیں بند کرنے کے لیے کہا۔ "آنکھیں بند کر لو ڈارلنگ!
 میں سامنے والی الماری کھولتا ہوں۔ تمہارا تختہ الماری میں
 ہے۔"

”یقین کو ڈارنگ! میں بچپاس دار میں نہیں کر سکتا۔ تم واقعی ڈارنگ قسمت ہو۔“

”بہت بہت شکریہ۔ اب میں چلتی ہوں۔“ مسز بیکی اجازت چاہی۔

”ہاں۔ ضرور جاؤ۔“ مسز بیکی نے فوراً اجازت لے لی۔ ”مگر سنو! میں آج شام جلدی گھر نہیں آؤں سکوں گا۔ میرے ایک مریض کا جیڑا ٹوٹ گیا ہے۔ مجھے اسے دیکھنے کے لیے اسپتال جانا ہے۔“

”کوئی بات نہیں۔“ مسز بیکی تیز چلتی ہوئی کلینک سے نکل آئی۔ وہ جلد از جلد اس دکان کے مالک سے ملنے چاہتی تھی جس کے پاس اس نے بیش قیمت کوٹ خریدی تھی۔ ”تھا“ وہ اپنی گردن میں لپٹا ہوا مفلر اس کے منہ پر دے مار چاہتی تھی۔

مسز کارل بیکی کلینک کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ اپنی بیوی کو جاتے دیکھتے رہے۔ اُن کے ہونٹوں پر ناتحاشی مسکراہٹ تھی۔ ان کی مسکراہٹ نرس مس فرگوسن کے پاس آتے دیکھ کر اور گہری ہو گئی۔ مس فرگوسن کے ہاتھ میں دو لہجے بکس تھے۔ مسز بیکی نے اُس کے ہاتھ سے لہجے لے لیے۔ ”بہت بھوک لگ رہی ہے جان من۔ اب اطمینان سے کھانا کھاؤ گے۔“

”پہلے میرا تحفہ دو۔“ مس فرگوسن نے ایک ادا سے کہا۔ ”ذرا دیکھو تو کرسس پر تم نے میرے لیے کیا تحفہ خریدا ہے۔“

”اس بار تمہیں تمہاری توقع سے بڑھ کر تحفہ ملے گا۔“ مسز بیکی نے اُسے یقین دلایا۔ ”تم تحفہ دیکھو گی تو آج پڑو گی۔“

”مجھے یقین ہے ڈارنگ!“ مس فرگوسن اس کے زور سے ہو کر بولی۔ ”جب تم نے اپنی بیوی کو منک کا قیمتی مفلر خریدا ہے تو میرے لیے یقیناً منک کا کوٹ خریدا ہو گا۔“

Zegham imran

”جس تک میں نہ کہوں اپنی آنکھیں بند رکھنا۔“ مسز بیکی نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور الماری کھلنے کی آواز پر کان لگا لیے۔

چند لمحوں بعد مسز بیکی نے الماری چوہٹ کھولتے ہوئے کہا۔ ”اب آنکھیں کھول لو اور دیکھو کہ میرے ہاتھوں میں کیا ہے۔“

مسز بیکی نے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور بے تابانہ آگے بڑھی۔ ”یہ تو منک ہے۔ صد فی صد منک کا۔ ہے“ اچانک مسز بیکی کو گویا ایک ہتھی جھٹکا لگا۔

مسز بیکی کے ہاتھوں میں واقعی منک کی کھال تھی مگر وہ کوئی کوٹ نہیں تھا۔ منک کی کوئی چھوٹی سی چیز تھی۔ یہ مشکل مسز بیکی نے خود کو سنبھالا۔ ”منک کا مفلر؟“ وہ بھڑائی ہوئی آواز میں بولی۔ اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔

”میں نہ کہتا تھا کہ اپنا تحفہ دیکھ کر تم مہوت رہ جاؤ گی۔“ مسز بیکی نے زوردار قہقہہ لگایا۔ ”بالکل اصلی منک کی کھال کا مفلر ہے۔ میں تم سے شرط لگا سکتا ہوں کہ اس مفلر کی قیمت پانچ سو ڈالر سے بھی زیادہ ہو گی۔“ بیوی کو کم سم دیکھ کر مسز بیکی نے کہا ”آخر بات کیا ہے؟ تم خاموش کیوں ہو سکتی؟ کیا تمہیں منک کا مفلر پسند نہیں آیا؟“

”کیوں نہیں۔“ مسز بیکی کے منہ سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔ ”بہت اچھا ہے۔ بہت پسند آیا ہے۔“ ”پسند آنا ہی چاہیے۔“ مسز بیکی نے آگے بڑھ کر مفلر بیوی کے گلے میں ڈال دیا۔ ”اب تمہاری شخصیت ہی بدل گئی ہے۔ تم پر خوب سج رہا ہے یہ۔“

”شکریہ۔“ مسز بیکی پڑمروہ سی ہنسی ہنسی دی۔ مسز بیکی چمک کر بولے۔ ”میرا مشورہ ہے کہ یہ مفلر کسی شاہنگ کے لیے جاتے وقت ہرگز نہ پہناؤ ورنہ لوگ تمہیں بہت مال دار سمجھیں گے اور ہر چیز کی دُنی تکتی قیمت بتائیں گے۔“

”میں تمہارا مشورہ یاد رکھوں گی۔“ مسز بیکی بڑبڑا کر رہ گئی۔